ارکان ایمان
ڈاکٹر مرتضی ابن بخش

ارکان ایمان

ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش

کتاب کا نام : ارکان ایمان

مؤلف : ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ)

قیمت : بالکل مفت

صفحات : 36

سن اشاعت : ذوالحجۃ 1438ھ September 2017

ناشر : اصحاب الحدیث (AshabulHadith.com)

فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى اله وصحبه

أما بعد...

فإن الأخ في الله د:مرتضى بخش حسين باكستاني الجنسية معروف لدينا بحسن السيرة والسلوك والاستقامة على السنة مع الحرص على طلب العلم والجد في تحصيله واراه إن شاء الله قادرا على بذله في الدعوة إلى الله وله في ذلك جهود مشكورة ومتميزة وقد عرفت عنه ذلك كله منذ سنين تتلمذ علينا خلالها وبناء على طلبه فقد حررت له هذه الشهادة لتقديمها إلى من يهمه الأمر وفق الله الجميع لما فيه مرضاته...

و السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وكتبه / عبيد بن عبد الله بن سليمان الجابري

المدرس بالجامعة الإسلامية سابقا

وحرر في ظهر الخميس التاسع والعشرين من ربيع الأول

عام ثلاثين وأربعمائة وألف للهجرة

السادس والعشرين من مارس عام تسعة وألفين ميلادي

عبيد الجابري

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده وصلى الله وسلم على نبينا محمد و على آله وصحبه ، اما بعد:

ہمارے دینی بھائی ڈاکٹر مرتضیٰ بخش حسین پاکستانی ہمارے یہاں حسن سیرت و سلوک اور سنت پر استقامت سے جانے جاتے ہیں۔اور اس کے ساتھ طلب علم کی حرص اور اس کو حاصل کرنے میں جد و جہد کرتے ہیں۔ میرے نزدیک ان شاء اللہ وہ اس علم کو اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے میں بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ان کی دعوت کے سلسلے میں پہلے بھی قابل تحسین خدمات ہیں۔یہ سب میں ان کے بارے میں ان تمام برسوں سے جانتا ہوں جن میں وہ ہمارے یہاں طالب رہے۔ چناچہ ان کی طلب پر میں نے یہ شہادت لکھ دی ہے۔تاکہ وہ متعلقہ افراد کو پیش کر سکیں۔اللہ تعالی ہم سب کو اس کام کی توفیق دے جسے وہ پسند کرے اور راضی ہو۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کتبہ

فضیلتہ الشیخ عبید بن عبداللہ بن سلیمان الجابری (حفظ اللہ)

(سابق مدرس جامعہ اسلامیہ، مدینہ نبویہ)

اسے دوپہر جمعرات 29 ربیع الاول سن 1430ھ بمطابق 26 مارچ سن 2009ع کو لکھا گیا

بسم الله الرحمن الرحيم

إلى من يهمه الأمر

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين،

أما بعد: فإن الأخ في الله الشيخ/ مرتضى بن بخش بن حسين معروف لدي بصحة معتقده، وسلامة منهجه، وحسن خلقه، وحبه للعلم وأهله، وهو من خيرة من عرفنا من طلبة العلم والدعاة إلى الله على بصيرة مع لزوم لمذهب السلف الصالح في العلم والعمل - أحسبه كذلك والله حسيبه و لا أزكي على الله أحداً -

وإني إذ أكتب له هذه التزكية فإني أوصيه بالتمسك بالكتاب والسنة والسير على نهج السلف الصالح رضي الله عنهم،وصلى الله وسلم على محمد وعلى آله وصحبه.

قاله وكتبه

١٨/٤/ ١٤٣٥هـ

فؤاد بن سعود بن عمير العمري

رئيس قسم التوعية والتوجيه بهيئة محافظة جدة

والداعية المتعاون بوزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

وخطيب مسجد أمل عناني بحي الشاطئ بجدة

الی من یھمہ الامر

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، اما بعد:

اللہ کے لیے ہمارے دینی بھائی شیخ مرتضی بن بخش بن حسین میرے یہاں صحیح عقیدے، سلیم منہج، حسن اخلاق، حب علم واہل علم کے بطور معروف ہیں۔اور وہ ان بہترین طلاب علم اور بصیرت کے ساتھ دعوت دینے والے داعیان الی اللہ میں سے ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں، ساتھ ہی علم اور عمل میں مذہب سلف صالحین سے تمسک اختیار کرنے والے ہیں۔ میں انہیں اسی طرح سے جانتا ہوں اصل محاسبہ کرنے والا تو اللہ ہی ہے،اس کے سامنے تو ہم کسی کا تزکیہ بیان نہیں کر سکتے۔

یہ تزکیہ لکھنے کے ساتھ میں انہیں کتاب وسنت سے تمسک اختیار کرنے اور منہج سلف صالحین رضی اللہ عنہم پر چلنے کی تاکیدی وصیت بھی کرتا ہوں۔

وصلی اللہ وسلم علی محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

قالہ وکتبہ

فواد بن سعود بن عمیر العمری

18 ربیع الثانی، 1435ھ

رئیس شعبۂ کمیٹی برائے رہنمائی وتوجیہات، محافظہ، جدہ

معاون داعی وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد

خطیب مسجد امل عنانی، حي الشاطئ، جدہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی أشرف الأنبیاء و المرسلین نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین، و بعد

ارکان ایمان

اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ارکان ایمان سب سے پہلا اور بنیادی اصل ہے۔

ارکان ایمان ٦ ہیں:

(١) اللہ تعالیٰ پر ایمان۔

(٢) فرشتوں پر ایمان۔

(٣) کتابوں پر ایمان۔

(۴) رسولوں پر ایمان۔

(۵) آخرت پر ایمان۔

(٦) تقدیر پر ایمان اچھی ہو یا بری ہو۔

دلائل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ﴾.....الآية

ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو (سورۃ البقرۃ: 177)

اور تقدیر کی دلیل:

﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾

بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے سے پیدا کیا ہے۔ (سورۃ القمر: 49)

اوراللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ کافرمان ہے:

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ

(ایمان یہ ہے کہ) اللہ تعالی پر ایمان اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور یوم آخرت پر اور تقدیر پر ایمان لانا اچھی ہو یا بری ہو۔ (صحیح مسلم)

ارکان ایمان کا پہلا رکن: اللہ تعالی پر ایمان

اللہ تعالی پر ایمان چار چیزوں سے لایا جاتا ہے:

(۱)۔اللہ تعالی کے وجود پر ایمان۔

(۲)۔توحید ربوبیت (اللہ تعالی واحد رب ہے)۔

(۳)۔توحید عبادت (اللہ تعالی واحد سچا معبود ہے)۔

(۴)۔توحید اسماء وصفات (اللہ تعالی اپنے اسماء وصفات میں ایک ہے، اسکی مثل کوئی چیز نہیں)۔

(۱)۔اللہ تعالی کے وجود پر ایمان:

اللہ تعالی کے وجود کا انکار حقیقتاً اور یقیناً کسی نے نہیں کیا، جس نے بھی انکار کیا محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے کیا ہے اور جو اللہ تعالی کے وجود کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے اور اللہ تعالی کے رسولوں کا یہ پیغام نہیں تھا کہ لوگوں کو بتائیں کہ اللہ تعالی موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کے وجود کا انکار حقیقتاً کسی نے نہیں کیا، اللہ تعالی کے وجود کی دلیل ۴ طریقوں سے ہے:

(۱)۔فطری دلیل: ہر بچہ فطرت سے یہ جانتا ہے کہ اسکا رب موجود ہے، اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ جانور کی طرح (جو سالم پیدا ہوتا ہے) کیا تم دیکھتے ہو کہ اس میں کوئی ایسا بھی پیدا ہوتا ہے جس کے اعضاء تمام نہ ہوں؟۔ (صحیح بخاری)

(ب)۔**شرعی دلیل:** اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ .....الآیة

ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا حق تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔(سورۃ ابراہیم:10)

(ج)۔**عقلی دلیل:** انسان اپنی عقل سے جانتا ہے کہ اسنے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا اسکو پیدا کرنے والا کوئی اور ہے جو موجود ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخٰلِقُونَ﴾

کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔ (سورۃ الطور:35)

(د)۔**حسی دلیل:** انبیاء علیہم السلام کی دعا کی قبولیت، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ﴿83﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنٰهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِينَ﴾

اور ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ اسے تھا اسے دور کر دیا اور اس کو اہل وعیال عطا فرمائے بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی اور (اہل وعیال عطاء کئے)، اپنی خاص مہربانی سے تاکہ سچے بندوں کے لئے سبب نصیحت ہو۔(سورۃ الانبیاء:83،84)

(۲)۔توحید ربوبیت (اللہ تعالیٰ واحد رب ہے):

اللہ تعالیٰ رب ہے اور رب اسے کہتے ہیں جس میں تین صفات پائی جائیں۔
خلق، ملک اور تدبیر۔ اور تدبیر میں رازق، مشکل کشا، حاجت روا، زندگی موت کا مالک، نفع نقصان کا مالک، یہ سب اس معنے میں شامل ہیں۔
اللہ تعالیٰ خالق ہے: اسکی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾......الآیۃ
اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے (سورۃ الزمر:62)

اللہ تعالیٰ رازق ہے، اسکی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾
اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔ (سورۃ الذاریات:58)

اللہ تعالیٰ مدبر ہے، اسکی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ﴾.....الآیۃ
وہ آسمان سے لے کر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے (سورۃ السجدۃ:5)

تو ربوبیت کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اس کے خالق، مالک اور مدبر ہونے میں۔ خالق اگر کوئی ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، اگر رزق دینے والا کوئی ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، اگر نفع نقصان کا کوئی مالک ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، مشکل کشا، حاجت روا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اسے کہتے ہیں توحید ربوبیت۔
توحید ربوبیت کا انکار مشرکین عرب نے بھی نہیں کیا تھا اور توحید ربوبیت کی دعوت اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی نہیں لائے تھے۔ رسولوں کا بنیادی پیغام یہ نہیں تھا۔
مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو رب مانتے تھے اسکی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾

اوراگرآپ ان (مشرکین عرب) سے دریافت کریں کہ زمین وآسمان کا خالق اورسورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ توان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں۔(سورۃ العنکبوت:61)

(۳)۔توحید عبادت (توحید الوہیت):

یہی رسولوں کا بنیادی پیغام تھا اور اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کو اسی کی دعوت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔(سورۃ الانبیاء:25)

یہی کلمہ توحید کا صحیح مفہوم اور معنی ہے اور کلمہ توحید کے دو ارکان ہیں:

پہلا رکن ہے نفی، نفی کا معنی ہے انکار کرنا۔ دوسرا رکن ہے اثبات جسے ہم اقرار کرنا کہتے ہیں۔رکن سے مراد، جس چیز کو بیان کیا جا رہا ہے اس کے بنیادی حصے ہوتے ہیں، جس کے بغیر وہ چیز قائم نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ عمارت ہوتی ہے اور عمارت کے ستون ہوتے ہیں۔ستون کو رکن کہا جاتا ہے۔کوئی بھی عمارت بغیر ستونوں کے قائم نہیں ہوسکتی۔اسی طرح سے کلمہ توحید (لاالہ الااللہ) کے بھی دو ارکان ہیں۔

پہلا رکن: لا الہ (ہر باطل الہ (معبود) کا انکار کرنا)۔دوسرا رکن: الا اللہ (ہر عبادت کو صرف اللہ تعالی کے لئے صرف کرنے کا اقرار کرنا)۔

پہلا رکن: نفی (انکار) کرنا:

ہمیں کس چیز کا انکار کرنا ہے؟ ہر باطل معبود کی عبادت کا انکار کرنا ہے، چاہے وہ معبود پتھر ہو یا درخت، سورج ہو یا چاند، فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء۔الغرض کوئی بھی معبود ہو ہمیں اس کا انکار کرنا ہے۔

ا۔بتوں کو، پتھروں کو اور درختوں کو معبود بنایا گیا، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ⑲ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ⑳﴾

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔اور منات تیسرے پچھلے کو۔(سورۃ النجم:19–20)

یہاں دیکھنے سے مراد ہے غور وفکر کرنا۔کیا ان پر غور وفکر کیا؟ غور وفکر کرنے کا کیا معنی ہے؟ کہ ان کی حقیقت جان لو۔لات سفید رنگ کا ایک پتھر تھا جو اہل طائف کا معبود تھا۔عزی مکہ اور طائف کے درمیان ایک درخت تھا جس کی عبادت کی جاتی تھی۔منات مشرکین کی ایک پتھر کی دیوی تھی جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔لات،عزی اور منات کی یہ حقیقت ہے،لیکن یہ تو پتھر،درخت اور بت ہیں۔تو کیا اہل عرب کم عقل تھے کہ وہ درختوں کو کاٹ کر اور پتھروں کو تراش کر بت بنائیں اور پھر ان کو سجدہ کریں اور ان کی عبادت کریں؟ اللہ تعالی کا فرمان: اَفَرَءَيۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰى میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ان کی حقیقت کیا ہے؟ صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ لات ایک (نیک اور صالح) بزرگ تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولا کرتا تھا (صحیح البخاری،کتاب التفسیر،سورۃ النجم)۔جب وہ مر گیا تو اس کا بت بنا دیا گیا۔ان لوگوں نے اس کی عبادت کرنا شروع کر دی۔اور جو بت نوح علیہ السلام کی قوم کے تھے(ود،سواع،یغوث،یعوق اور نسر) جن کی وجہ سے دنیا میں سب سے پہلے شرک ہوا۔یہ سارے کے سارے نیک اور صالح بزرگ تھے۔جب وہ مر گئے تو ان کی یاد اور محبت میں ان کے بت بنا دئے گئے اور جب علم جاتا رہا تو ان کی عبادت کی گئی۔(صحیح البخاری،کتاب التفسیر،سورۃ نوح)

۲۔سورج اور چاند کو معبود بنایا گیا: اس کی دلیل میں اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿وَمِنۡ اٰيٰتِهِ الَّيۡلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ؕ لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَهُنَّ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ﴾

اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لئے کرو جس نے سب کو پیدا کیا ہے اگر تمہیں اس کی عبادت کرنی ہے تو۔
(سورۃ فصلت:37)

۳۔فرشتوں اور انبیاء کو معبود بنایا گیا: اس کی دلیل میں اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿وَلَا يَاۡمُرَكُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرۡبَابًا‌ ؕ اَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡكُفۡرِ بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ

مُّسۡلِمُوۡنَ﴾

اور یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔(سورۃ آل عمران:80)

فرشتوں اور انبیاء کی عبادت کی گئی ہے۔ان کو بھی رب بنایا گیا ہے۔یہ اللہ تعالی کا حکم نہ تھا محض شیطان رجیم کا راستہ اور حکم تھا۔جس پر عمل کرتے ہوئے بعض لوگوں نے فرشتوں اور بعض انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کو معبود بنایا۔

۴۔اولیاء کو معبود بنایا گیا: ایسا وقت بھی دنیا میں آیا جب بعض لوگوں نے اللہ تعالی کے پسندیدہ لوگوں کو، اللہ تعالی کے اولیاء کو معبود بنایا اور ان کی عبادت کی۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا﴾

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہوجائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔(سورۃ الاسراء:57)

ایک گروہ تھا جو جنوں کی عبادت کرتا تھا، جنوں کا یہ گروہ تائب ہوا، اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور اللہ تعالی کے نیک ولی بن گئے۔لیکن جو لوگ ان جنوں کو پکارتے تھے ان کی ہدایت اور اصلاح کے بعد بھی ان کو معبود بناتے رہے۔اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل فرمایا اور ان کی خبر دی۔تعجب ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں جنہوں نے اللہ تعالی کے نیک، متقی اور پرہیزگار لوگوں کو معبود بنالیا۔اور وہ متقی اور پرہیزگار لوگ ان سے بری ہیں جنہوں نے ان کو معبود بنایا۔یہ اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل کرنے کے لئے ان کو معبود بنا رہے ہیں۔حقیقتاً وہ اللہ تعالی سے دوری کا راستہ اختیار کرچکے ہیں۔نزدیکی کا راستہ تو توحید کا ہے۔شرک کا راستہ کبھی بھی تقرب الٰہی کا راستہ نہیں ہوسکتا۔یاد رکھیں! ہر باطل معبود کی عبادت کا انکار کرنا فرض ہے۔اور یہ سارے کے سارے باطل معبود ہیں چاہے درخت ہوں، پتھر ہوں یا بت ہوں یا چاند سورج ہوں یا فرشتے، انبیاء یا اولیاء ہوں۔یہ سارے کے سارے برحق معبود نہیں ہوسکتے۔اگر کسی نے ان کی عبادت کی ہے تو یہ ان کی عبادت سے بری ہیں۔

دوسرا رکن: اثبات (اقرار) کرنا:

ساری کی ساری عبادت صرف اور صرف اللہ تعالی کے لئے بجالانا ہے۔(جیسے کہ) نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور دعا یہ سب عبادات ہیں۔

ا۔ نماز اور زکوۃ عبادات ہیں ان کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔(سورۃ البینہ:5)

۲۔ روزہ عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔(سورۃ البقرۃ:183)

۳۔ حج عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾.....الآیۃ

اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس طرف کی راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے(سورۃ آل عمران:97)

۴۔ دعا عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾

اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

(سورۃ غافر:60)

سبحان اللہ! بات دعا کی ہو رہی ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میری عبادت نہیں کرتے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو مجھے نہیں پکارتے، مجھ سے دعا نہیں کرتے، اس سے یہ ثابت ہوا کہ دعا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالی کا حق ہے۔

۵۔مدد طلب کرنا عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔(سورۃ الفاتحہ:4)

ہر اس کام پر مدد طلب کرنا جس پر صرف اللہ تعالی قادر ہے، عبادت ہے اور یہ اللہ تعالی کا حق ہے۔جن کاموں میں مخلوق بھی قادر ہو، حاضر ہو اور زندہ ہو تو ان کی مدد لی جاسکتی ہے، یہ شرک نہیں ہے۔امور دو قسم کے ہوتے ہیں۔بعض ایسے امور ہیں جن پر صرف اللہ تعالی قادر ہے۔جیسے کہ رزق دینا، اولاد دینا، شفا دینا۔کوئی مخلوق اس پر قادر نہیں ہے۔تو کسی مخلوق سے مدد طلب نہیں کرسکتے کہ رزق دے یا شفا دے۔بعض امور جن پر مخلوق قادر ہو ان شرطوں کے ساتھ کہ وہ زندہ ہو اور حاضر ہو مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

۶۔پناہ طلب کرنا(الاستعاذہ) عبادت ہے اور اللہ تعالی کا حق ہے۔ہم "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھتے ہیں۔اللہ تعالی سے پناہ طلب کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھے۔اسی طریقے سے معوذتین میں ہم پڑھتے ہیں، "قل اعوذ برب الفلق" "قل اعوذ برب الناس"۔ہم اللہ کی پناہ میں آنا چاہتے ہیں۔مخلوق سے پناہ حاصل کی جاسکتی ہے ان تین شرطوں کے ساتھ کہ زندہ ہو، حاضر ہو، قادر ہو۔

۷۔قربانی عبادت ہے، اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔(سورۃ الکوثر:2)

اللہ نے نماز کو قربانی سے جوڑ دیا ہے۔نماز عبادت ہے تو قربانی بھی عبادت ہے۔اگر نماز اللہ تعالی کے لئے پڑھنی ہے تو قربانی بھی صرف اللہ تعالی کے لئے ہی کرنی ہے۔نہ کسی پیر کے لئے، نہ کسی درگاہ پر اور نہ کسی ولی یا نبی کے نام پر قربانی کرنی ہے۔

۸۔نذرونیاز عبادت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾

جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔(سورۃ الإنسان:7)

۹۔امید عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾

تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔(سورۃ الکھف:110)

۱۰۔توکل عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔(سورۃ المائدہ:23)

ہر عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا ہم پر فرض ہے۔یہ دوسرا رکن ہے کلمہ توحید کا،"الا اللہ"۔آپ اس وقت تک اس کا اقرار نہیں کر سکتے، اسے ثابت نہیں کر سکتے، اس پر عمل نہیں کر سکتے جب تک آپ یقین کے ساتھ نہ جان لیں کہ جتنی بھی عبادات ہیں ان سب کا حقدار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۴)۔توحید اسماء وصفات:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کیلئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا (پکارا) کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔

(سورۃ الاعراف:180)

دوسری دلیل: یہ آیت اسماء وصفات کے باب میں بنیادی دلیل ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ (خوب) سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ:11)

توحید اسماء وصفات سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نام اور صفات جو قرآن اور صحیح حدیث میں ثابت ہیں ان پر ایمان لانا فرض ہے ان چار شرطوں کے ساتھ۔

پہلی شرط۔بغیر انکار کے: ہم اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں اور خوب دیکھتے ہیں تو ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نہیں سنتے یا نہیں دیکھتے بلکہ اس کا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا شایانِ شان ہے اور یہ نہیں کہتے کہ وہ سنتے اور دیکھتے نہیں ہے کیونکہ انسان بھی تو سنتا دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ يَٰٓإِبۡلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَيَّ﴾.....الآية

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔ (سورۃ ص:75)

اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں جیسا کے اللہ تعالیٰ کا شایانِ شان ہے اور اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

دوسری شرط: بغیر تحریف کے: تحریف کہتے ہیں حقیقی معنے کو بدل کر کوئی اور معنی بیان کرنا جیسے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے لیکن سمع سے مراد حقیقتاً سننا نہیں ہے۔ اس سے کچھ اور معنی مراد ہے۔ اور ہاتھ سے مراد اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت ہے۔ اسے کہتے ہیں تحریف کرنا۔

تیسری شرط: بغیر کیفیت بیان کرنے کے: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے متعلق ہم یہ سوال نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے تو کیسے سنتا ہے اور دیکھتا ہے تو کیسے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں تو کیسے ہیں۔ ہم سنتے ہیں ہمارے لئے کان کا ہونا لازمی ہے کیا اللہ تعالیٰ کے لئے بھی کان کا ہونا لازمی ہے؟ ہم یہ سوال نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں لیکن یہ نہیں فرمایا کے کیسے ہیں۔ اسکی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٌۚ إِنَّ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡبَصَرَ وَٱلۡفُؤَادَ كُلُّ أُوْلَٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔولٗا﴾

جس بات کی تمہیں خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔ (سورۃ الإسراء: 36)

چوتھی شرط: بغیر مثلیت کے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ (خوب) سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ: 11)

مثال کے طور پر یہ کہنا کہ جس طرح کسی بادشاہ تک فریاد اس کے وزراء کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہے اسی طرح اپنی دعا اور فریاد اور التجاء اللہ تک ہم براہ راست نہیں پہنچا سکتے اور اس کے لئے بھی واسطے کی ضرورت ہے تو یہ مثلیت ہے اور ایسا شخص اللہ کی مثال (جو ہر چیز پر قادر اور بے نیاز ہے) ایک دنیاوی بادشاہ سے دے رہا ہے جو خود عاجز اور محتاج ہے۔

ارکان ایمان کا دوسرا رکن: فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان بھی چار چیزوں سے لایا جاتا ہے۔

(۱) فرشتے موجود ہیں۔

(۲) فرشتے نوری مخلوق ہیں۔

(۳) فرشتوں کے خاص نام ہیں۔

(۴) فرشتوں کے خاص کام ہیں۔

<u>(۱) فرشتے موجود ہیں</u>: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾.....الآیة

ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو (سورۃ البقرۃ: 177)

اور جتنے بھی دلائل ہیں قرآن اور صحیح احادیث میں جن میں فرشتوں کا ذکر ہے وہ دلالت کرتی ہیں کہ فرشتے موجود ہیں۔

(۲) فرشتے نوری مخلوق ہیں: اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

(خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ)

فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے۔(صحیح مسلم)

خُلِقَتِ سے مراد ہے پیدا کئے گئے ہیں، اللہ تعالی کے نور سے نہیں پیدا ہوئے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں، یہ کفریہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کے نور سے پیدا ہوئے۔ نور بھی مخلوق ہے اور فرشتے اس نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۳) فرشتوں کے خاص نام ہیں: بعض فرشتوں کے معروف نام ہیں اسکی دلیل میں اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾

(تو اللہ بھی اس کا دشمن ہے) جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو، ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے۔(سورۃ البقرۃ:98)

دو فرشتوں کے نام یہاں بیان ہوئے ہیں (جبریل اور میکائیل) اور اسرافیل علیہ السلام کا نام ثابت ہے اور ملک الموت (جو انسان کی روح قبض کرتے ہیں) انکا بھی نام ثابت ہے، عزرائیل نام قرآن اور احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ اسی طریقے سے منکر نکیر فرشتوں کے نام ثابت ہیں جو قبر میں سوال کرینگے۔

(۴) فرشتوں کے خاص کام ہیں: بعض فرشتوں کے خاص کام ہیں جو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾

جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے۔
(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔(سورۃ ق:17، 18)

یہ دو فرشتے ہیں جو ہمارے دائیں اور بائیں بیٹھے ہیں ہمارے اقوال لکھنے کے لئے اسی طریقے سے وحی لانے والا فرشتہ جبریل علیہ السلام ہیں، جو فرشتے قبر میں سوال کرینگے وہ منکر اور نکیر ہیں، جہنم کے داروغہ کا نام مالک ہے۔

ارکان ایمان کا تیسرا رکن: کتابوں پر ایمان

کتابوں پر ایمان بھی چار چیزوں سے لایا جاتا ہے۔
(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں ہیں۔
(۲) اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔
(۳) بنیادی دعوت توحید عبادت ہے۔
(۴) ساری کتابیں قرآن مجید سے منسوخ ہوگئیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ﴾.....الآیۃ

اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے(سورۃ الشوریٰ:15)

(۲) اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں (مخلوق نہیں): اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

کیا تمہاری خواہش ہے کہ یہ لوگ ایماندار بن جائیں، حالانکہ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو کلام اللہ کو سن کر، عقل و علم والے ہوتے ہوئے، پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں۔(سورۃ البقرۃ:75)

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ تورات اللہ تعالی کا کلام ہے اللہ کی مخلوق نہیں (اللہ تعالی نے اسکو پیدا نہیں کیا)

(۳) بنیادی دعوت توحید عبادت ہے: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔(سورۃ الانبیاء:25)

سارے رسولوں کی بنیادی دعوت توحید عبادت ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اللهُ ان کی بنیادی دعوت تھی۔

(۴) ساری کتابیں قرآن مجید سے منسوخ ہوگئیں ہیں: یعنی عمل صرف قرآن مجید پر ہوگا دوسری کتابوں پر نہیں ہوگا جنہیں اللہ تعالی نے پہلے نازل کیا تھا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾.....الآية

اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے(سورۃ المائدہ:48)

قرآن مجید کے متعلق ہمارا ایمان:

(ا) اللہ تعالی کا کلام ہے: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ﴾

اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے یہ اس لئے کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔(سورۃ التوبہ:6)

(ب) قرآن مجید محفوظ ہے: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔(سورۃ الحجر:9)

قرآن کی حفاظت سے پورا دین محفوظ ہے اور حدیث بھی محفوظ ہے۔ذکر سے مراد وحی ہے اور وحی دو قسم کی ہے ایک ہے قرآن مجید اور دوسری صحیح حدیث، یہ دونوں محفوظ ہیں۔

(ج) قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے: قرآن مجید ضابطہ حیات ہے، اسی میں دنیا اور آخرت کی نجات کا راستہ ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَىۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً وَّبُشۡرٰى لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ﴾

اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے۔(سورۃ النحل:89)

(د) قرآن مجید آخری کتاب ہے: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿نَزَّلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ۙ﴿03﴾ مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ ﴾.....الآیۃ

جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا تھا۔اس سے پہلے لوگوں کو ہدایت کرنے والی بنا کر اور قرآن بھی اسی نے اتارا(سورۃ آل عمران:03-04)

قرآن سے پہلے جو بھی کتاب اللہ تعالی نے نازل کی تھی وہ سب منسوخ ہو چکی ہیں۔

ارکان ایمان کا چوتھا رکن: رسولوں پر ایمان

رسولوں پر ایمان بھی چار چیزوں سے لایا جاتا ہے۔

(۱) اللہ تعالی کے خاص بندے ہیں۔

(۲) بنیادی دعوت توحید عبادت ہے۔

(۳) خاص ناموں سے انکی پہچان ہے۔
(۴) محمد ﷺ آخری رسول ہیں۔

(۱) اللہ تعالی کے خاص بندے ہیں: اللہ تعالی نے انکو خاص چنا ہے اپنا عظیم پیغام پہنچانے کے لیے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ‌﴾

فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ ہی چھانٹ لیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ (خوب) سننے والا دیکھنے والا ہے۔(سورۃ الحج:75)

(۲) بنیادی دعوت توحید عبادت ہے: سب رسولوں کی بنیادی دعوت توحید عبادت ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ‌﴾.....الآیة

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ (سورۃ النحل:36)

(۳) خاص ناموں سے انکی پہچان ہے: جن رسولوں کے نام ثابت ہیں قرآن مجید میں اور صحیح احادیث میں ہمارا ایمان ہے ان ناموں کے ساتھ ان رسولوں پر، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ‌ ۖ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا﴾

جب کہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور (بالخصوص) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے، اور ہم نے ان سے (پکا اور) پختہ عہد لیا۔(سورۃ الاحزاب:07)

ان پانچ رسولوں کو کہتے ہیں اولوالعزم من الرسل (نوح، ابراہیم، موسی، عیسی ابن مریم اور محمد علیہم الصلاۃ والتسلیم) ان کے علاوہ ہم عمومی طور پر ہر رسول پر ایمان لاتے ہیں چاہے ان کا نام لے کر اللہ تعالی نے قرآن میں ذکر کیا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾

اورآپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کئے ہیں اور بہت سے رسولوں کے نہیں بھی کئے اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا۔

(سورۃ النساء:164)

(۴) محمد ﷺ آخری رسول ہیں: اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں:

(وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلاَثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي)

اور بیشک میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا یہی دعوی ہوگا کہ وہ نبی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(ابوداود، علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

جس نے بھی یہ شک کیا کے رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا تو ایسا شخص کافر ہے۔ عجب بات یہ ہے کہ ان واضح دلائل ہونے کے بعد بھی ایک شخص کہتا ہے کہ خاتم سے مراد انگوٹھی ہے اور لا نبی بعدی میں "لا" کو کہتا ہے کہ لا ایک شخص کا نام ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اگر کوئی شخص صرف یہ تصور رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی رسول آئے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے تقاضے :

جب ہم یہ کہتے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ تو یہ لفظ ہم سے کیا تقاضہ کرتا ہے؟ ہم پر واجب ہے کہ ہم:

(۱) خبر کی تصدیق کریں: جو بھی خبر انہوں نے دی ہے اسکی تصدیق کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مھدی علیہ السلام آئینگے، یاجوج اور ماجوج آئینگے، عیسی ابن مریم آئینگے تو ہم کہتے ہیں آمنا و صدقنا (ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی) سر جھکا کے تسلیم کرنا ہمارا کام ہے، کیونکہ خبر دینے والے سچے ہیں۔ خبر کی تصدیق کے متعلق اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِـيْمًا﴾

اور قوم نوح نے بھی جب رسولوں کو جھوٹا کہا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لئے انہیں نشان عبرت بنا دیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ (سورۃ الفرقان:37)

قوم نوح کے لیے کتنے رسول بھیجے گئے تھے؟ ایک ہی بھیجے گئے تھے (نوح علیہ السلام) جو پہلے رسول تھے۔ تو یہ قائدہ ہے کہ جس نے ایک رسول کو جھٹلایا گویا کہ اس نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔ (کیونکہ سب کا بنیادی پیغام ایک ہی ہے)

(۲) حکم کی تعمیل کرنا: جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اس حکم کی فوراً تعمیل کرنی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ﴾ ..... الآیة

اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو (سورۃ الحشر:7)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کام کا میں تمہیں حکم دوں اس کو بجالاؤ اور جس سے روکوں اس سے رک جاؤ۔ (ابن ماجہ، علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

ایک غلط فہمی کا ازالہ: بعض لوگ اس آیت ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ کی تفسیر میں یہ کہتے ہیں کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ رسول ﷺ دیتے ہیں تو اس لئے ان سے مانگنا جائز ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں۔ اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے ہو جاتی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) یعنی میں جس چیز کا تمہیں حکم دوں اسے تم لے لو (یعنی اس حکم کی تعمیل کرو) اور جس چیز سے روک دوں اس سے رک جاؤ۔ تو اس حدیث میں وضاحت ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالی کے رسول ﷺ کا حکم ہے نہ کہ آپ ﷺ سے کچھ طلب کرنا یا مانگنا ہے۔

(۳) نہی سے رک جانا: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾.....الآیۃ

اور جس سے رو کے رک جاؤ۔(سورۃ الحشر: 7)

(۴) نبی کریم ﷺ کے طریقے پر عبادت کرنا: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(سورۃ آل عمران: 132)

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

(مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)

جس نے بھی کوئی نئی چیز ہمارے اس امر (دین) میں نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے (صحیح مسلم)

ارکان ایمان کا پانچواں رکن: آخرت پر ایمان

آخرت پر ایمان بھی چار چیزوں سے لایا جاتا ہے۔

(۱) قبر (برزخ) پر ایمان۔

(۲) بعث (دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان)۔

(۳) حساب پر ایمان۔

(۴) جنت اور جہنم پر ایمان۔

(۱) قبر (برزخ) پر ایمان: برزخ کہتے ہیں دو چیزوں کے درمیان ہونے والے پردے یا دیوار کو۔ برزخ کی زندگی دنیا اور آخرت کے درمیان وقتی طور پر ہوتی ہے۔ دنیا کی زندگی کے بعد برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے، قبر اور برزخی زندگی پر ایمان لانا واجب ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾

پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔(سورۃ عبس: 21)

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں فرعون کے متعلق:

﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔ (سورۃ غافر:46)

تو اس وقت یہ لوگ برزخی زندگی میں ہیں۔ ان لوگوں کو قیامت قائم ہونے تک برزخی زندگی میں عذاب ملتا رہے گا۔ تو برزخ ثابت ہے اور قبر بھی ثابت ہے۔

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾

کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کر لوں ہرگز ایسا نہیں ہوگا یہ تو صرف ایک قول ہے جس کا یہ قائل ہے ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے، ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔
(سورۃ المؤمنون:100)

(۲) بعث (دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان): اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿51﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۚ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾

تو صور کے پھونکتے جاتے ہی سب اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے۔ کہیں گے ہائے ہائے! ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا یہی ہے جس کا وعدہ الرحمٰن نے دیا تھا اور رسولوں نے سچ سچ کہہ دیا تھا۔ (سورۃ یس:51-52)

(۳) حساب پر ایمان: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾

قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ ظلم بھی نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔ (سورۃ الانبیاء: 47)

(۴) جنت اور جہنم پر ایمان: جنت پر ہمارا یہ ایمان ہے کہ جنت موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (سورۃ آل عمران: 133)

اور جہنم موجود ہے اسکی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں، وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ (سورۃ البقرۃ: 39)

آخرت پر ایمان کے متعلق مختصر سی تفصیل: ہمیں ان درج ذیل چیزوں پر ایمان ہونا چاہئے:
(۱) موت (۲) قبر اور اس میں سوال، قبر میں نعمت اور عذاب (۳) قیامت کی نشانیاں
(۴) قیامت کا دن (۵) بعث (۶) میدان محشر (۷) حوض و ترازو (۸) حساب و کتاب
(۹) پل صراط (۱۰) جنت اور جہنم۔

قیامت کی بڑی نشانیاں: قیامت کی دس بڑی نشانیاں ہیں:
(۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابہ (۴) خسف (مشرق میں زمین خسف ہو جائے گی، اسکا وجود مٹ جائے گا زمین میں سے) (۵) خسف (مغرب میں) (۶) خسف (جزیرہ عرب میں) (۷) نزول

عیسی علیہ السلام (۸) یاجوج وماجوج (۹) آگ کا نکلنا (یمن سے) (۱۰) سورج کا مغرب سے نکلنا۔
یہ دس بڑی نشانیاں ہیں جب ایک شروع ہوگی تو ایک کے بعد ایک سارے شروع ہوجائینگے۔ اسکی دلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

(إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ مِثْلَ ذَلِكَ لَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَحَدُهُمَا فِي الْعَاشِرَةِ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ)

قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دس علامات پوری نہ ہوجائیں گی مشرق میں دھنسنا اور مغرب میں دھنسنا اور ایک دھنسنا جزیرہ العرب میں ہوگا اور دھواں، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور آگ جو عدن کے کنارے سے نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی
دوسری سند ذکر کی ہے اس میں یہ حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں اور ان میں سے ایک نے دسویں علامت کے بارے میں کہا کہ وہ عیسیٰ بن مریم کا نزول ہے اور دوسرے نے کہا وہ آندھی ہے جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔ (صحیح مسلم)

ارکان ایمان کا چھٹا رکن: تقدیر پر ایمان

تقدیر پر ایمان بھی چار چیزوں سے لایا جاتا ہے، یہ تقدیر کے چار مرحلے ہیں:

(۱) علم۔

(۲) کتابت۔

(۳) مشیئت۔

(۴) خلق۔

(۱)علم: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔(سورۃ البقرۃ:29)

اللہ تعالی ہر چیز کوخوب جانتا ہے، جو کچھ ہو چکا ہے جو ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے اور جو نہیں ہوا اگر ہوتا تو کیسے ہوتا یہ بھی جانتا ہے۔اسے کہتے ہیں علم ازلی۔اللہ تعالی نے کائنات کو پیدا کرنے سے ۵۰۰۰۰ سال پہلے سب کچھ لکھ دیا کہ کیا ہونے والا ہے۔

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیر لکھی اور اللہ کا عرش پانی پر تھا۔(صحیح مسلم)

(۲) کتابت: اللہ تعالی نے قلم کو حکم دیا کہ لوگوں کی تقدیر لکھو، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذٰلِكَ فِي كِتٰبٍ ۗ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ﴾

کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے۔اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔(سورۃ الحج:70)

(۳) مشیئت: اللہ تعالی کی چاہت۔جو اللہ تعالی نے قلم کو کہا لکھنے کو اس میں سے جو اللہ تعالی نے چاہا وہی ہوا اور جو اللہ تعالی نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ﴾

اور تم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ رب العالمین چاہے۔(سورۃ التکویر:29)

ہماری چاہت بھی ہے اور اللہ تعالی کی چاہت بھی ہے لیکن ہماری چاہت اللہ تعالی کی چاہت کے ماتحت ہے۔

(۴) **خلق:** جو اللہ تعالی نے چاہا ہے اسے پیدا کیا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (سورۃ الزمر: 62)

ہم جو بھی عمل کرتے ہیں صرف اللہ تعالی ہی توفیق دیتا ہے ہاں چھوٹ دیتا ہے چاہے ہمارا عمل اچھا ہو یا برا ہو۔ ہم مجبور نہیں ہیں یہ غلط عقیدہ ہے۔ جبریہ کا عقیدہ ہے کہ ہم مجبور ہیں اور معتزلہ اور قدریہ کا عقیدہ ہے کہ ہم خود مختار ہیں۔ ہم نا مکمل خود مختار ہیں اور نہ ہی مکمل مجبور ہیں۔ اللہ تعالی نے ہمیں اختیار دیا ہے چاہے ہم اچھا عمل کریں یا برا۔ اللہ تعالی نے ہمیں مجبور نہیں کیا کہ ہم اللہ تعالی کی نافرمانی کریں اور نا ہی اللہ تعالی نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم اللہ تعالی کی عبادت کریں لیکن یہ اللہ تعالی کی طرف سے توفیق ہے کہ ہم اللہ تعالی کی عبادت کریں جب ہم نے چاہا ہے۔ لہٰذہ ہماری چاہت اللہ تعالی کی چاہت کے ماتحت ہے۔

چور جب چوری کرتا ہے تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ چوری کرنا میرے مقدر میں ہے، اس کو کیا پتہ کہ اسکے مقدر میں چوری لکھی ہے۔ اللہ تعالی نے اس کو چوری کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ اللہ تعالی جان چکا ہے کے یہ شخص کیا کریگا تو وہ لکھا ہوا ہے۔

۱۔ تقدیر کے مسئلے میں باریک بینی جاننے کی کوشش نہ کریں۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تقدیر کا معاملہ اللہ تعالی کے رازوں میں سے ایک راز ہے اسے کھولنے کی کوشش نہ کریں۔ (تحفۃ الأحوذی شرح جامع الترمذی، ج3، ص279)

۲۔ تقدیر کے مسائل اگر سمجھ میں آجائیں تو الحمدللہ اور اگر نہ سمجھ آئیں تو ان پر ایمان لانا واجب ہے۔

يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ اگر ان (منکرینِ تقدیر) میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دے تب بھی اللہ اس کی خیرات قبول نہیں کرے گا تاوقتیکہ اس کا تقدیر پر ایمان نہ ہو (صحیح مسلم)

۳۔تقدیر کے معاملے میں ذرا بھی شک ہو تو علماء حق کی طرف رجوع کریں۔

عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي قَالَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ

ابن الدیلمی کہتے ہیں کہ میں سیدنا اُبی ابن کعب کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ میرے دل میں تقدیر سے متعلق کچھ شکوک وشبہات پیدا ہو گئے ہیں آپ اس بارے میں مجھے کچھ بتلائیں شاید اللہ تعالیٰ میرے دل سے ان مشتبہات کو نکال دیں تو اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب دینا چاہیں تو عذاب دے سکتے ہیں اور وہ ان پر ظلم کرنے والے نہیں ہوں گے اور اگر وہ ان پر رحم فرمائیں تو ان کی رحمت ان کے لئے ان کے اپنے اعمال سے بہتر ہوگی اور اگر تو احد کے پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو اللہ کی راہ میں وہ تجھ سے قبول نہیں فرمائیں گے یہاں تک کہ تو تقدیر پر ایمان لے آئے اور یہ نہ جان لے کہ تجھے جو کچھ (مصیبت وغیرہ پہنچی) وہ تجھ سے خطا ہونے والی نہ تھی اور جو تکلیف وغیرہ تجھے نہیں پہنچی وہ تجھے ہرگز پہنچنے والی نہیں تھی اور اگر اس اعتقاد کے بغیر تو مر گیا تو ضرور بالضرور تو آگ میں داخل ہوگا ابن الدیلمی کہتے ہیں کہ پھر میں سیدنا عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا تو انہوں

نے بھی اسی طرح فرمایا پھر میں سیدنا حذیفہ بن یمان کے پاس آیا تو انہوں نے بھی تقریبا یہی کہا پھر میں سیدنا زید بن ثابت کے پاس آیا تو انہوں نے بھی اسکی مثل روایت فرمائی رسول اللہ ﷺ سے۔
(سنن ابوداود، علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

۴۔اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴾

کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں کا حاکم نہیں ہے۔(سورۃ التین: 8)

۵۔اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴾

اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔(سورۃ الکہف: 49)

۶۔تقدیر کے معاملے میں کیوں کا سوال نہیں کیا جاتا اور اسماء وصفات میں کیسے کا سوال نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴾

اس سے پوچھا نہ جائے گا جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جائے گا۔(سورۃ الانبیاء: 23)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾

جس بات کی تمہیں خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔(سورۃ الإسراء: 36)

۷۔اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾

اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔(سورۃ البقرۃ: 29)

۸۔اللہ تعالی نے جو کچھ جان لیا اسے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾

کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے۔اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔(سورۃ الحج:70)

۹۔جو کچھ اللہ تعالی چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو کچھ وہ نہیں چاہتا وہ ہو ہی نہیں سکتا۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

اورتم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ رب العالمین چاہے۔(سورۃ التکویر:29)

۱۰۔اللہ تعالی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔جس میں انسان کے اعمال بھی شامل ہیں۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾.....الآية

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے(سورۃ الزمر:62)

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

حالانکہ تمہیں اور تمہارے اعمال کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔(سورۃ الصافات:96)

۱۱۔اللہ تعالی نے دو راستے دیکھا دیئے ہیں۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ﴾

ہم نے دکھا دیئے اس کو دونوں راستے۔(سورۃ البلد:10)

۱۲۔تقدیر کے معاملے میں انسان نہ تو کلی طور پر خود مختار ہے اور نہ ہی کلی طور پر مجبور ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿28﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(بالخصوص) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔اور تم بغیر رب عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔(سورۃ التکویر 29،28)

۱۳۔تقدیر کے متعلق جتنے بھی آیات ہیں ان سب کو سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق سمجھنا۔اللہ تعالی فرماتے ہیں :

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا﴾.....الآية

تو اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم (صحابہ کرام) ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یاب ہو جائیں (سورۃ البقرۃ:137)

۱۴۔شر کبھی بھی اللہ تعالی کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا۔اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں:

وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ

اور شر تیری (اللہ تعالی کی) طرف منسوب نہیں۔(صحیح مسلم)

۱۵۔متقی کی سب سے اچھی اور بنیادی صفت غیب پر ایمان کی ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾.....الآية

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں (سورۃ البقرۃ:03)

والله أعلم وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين والحمد لله رب العالمين.

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کا ویڈیو درس اصول ایمان سے لیا گیا ہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔اور قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

اصحاب الحدیث
ASHABULHADITH.COM
ہماری دعوت
قرآن
+
سنت
+
سلف صالحین کی سمجھ
اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
(سورة الأعراف :3)
تم لوگ اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے
قال رسول الله ﷺ: خَلَّفتُ فِيكمْ شَيئينِ لنْ تَضِلُّوا بعدَهُمَا: كتابَ اللهِ و سُنَّتِي
(صحيح الجامع, الرقم:3232)
رسول ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔
وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا
(سورة النساء :115)
جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔
سلفی دعوت